75644 ـ فٹ بال تیار کرنے کا ہنر اختیار کرنے کا حکم

سوال

فٹ بال بنانے کا ہنر اختیار کرنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ہنر یا حرفہ کی تعریف الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ذیل کی گئی ہے:

الاحتراف لغت میں الاکتساب، یا کمائی کے لیے کوئی ہنر اختیار کرنے کا نام ہے.

اور حرفہ ہر وہ کام اور ہنر ہے جس میں انسان مشغول ہو اور اس کے ساتھ مشہور ہو جائے، کہا جاتا ہے فلان شخص کا ہنر یہ ہے، اس سے ان کی مراد اس کی عادت اور کمائی کا طریقہ ہوتا ہے، اور یہ اس معنی میں صنعت و کام کے مترادف ہو گا.

اور رہا پیشہ تو پیشے اور ہنر میں کوئی فرق نہیں؛ کیونکہ پیشے کا معنی اور لفظ ہنر کے مترادف ہی ہے، اور ان میں سے ہر ایک سے مراد کسی کام کا ماہر ہونا مراد ہے.

اور لغوی فقھاء اس میں موافق ہیں، اور وہ ہنر اختیار کرنے کو ہی حرفہ اور کمائی پر ہی اس کا اطلاق کرتے ہیں "

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (2 / 69).

اور اس دور میں اس کھیل میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے غافل ہونے کی بنا پر کسی شخص کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ فٹ بال یا کوئی اور کھیل کھیلنے کے حکم میں فتوی دے، چہ جائیکہ اسے بطور ہنر اختیار کیا جائے، آج اس ماحول نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے، اس کھیل میں ایك تو ستر پوشی نہیں، بلکہ ستر کو ننگا رکھا جاتا ہے، اور دوسری چیز نمازیں ضائع کی جاتی ہیں، اور فتنہ و فساد اور شہوات کا پیش خیمہ ہے، اور اذیت و تکلیف اور زخمی ہونے کے اختمالات ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ اطاعت و فرمانبرداری سے غفلت بھی پائی جاتی ہے.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس وقت فٹ بال کھیلنے میں بہت سے قباحتیں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں، جن کا تقاضا ہے کہ اس کھیل سے منع کر دیا جائے، ان امور کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

اول:

ہمیں یہ بات صحیح طرح ثابت ہو چکی ہے کہ یہ کھیل نمازوں کے اوقات میں کھیلا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں کھلاڑیوں اور ناظرین کی نمازیں یا پھر نماز باجماعت ترک ہو جاتی ہے، یا پھر نماز وقت میں ادا کرنے کی بجائے اس میں تاخیر ہو جاتی ہے.

اور جو کام اور عمل بھی نماز کی ادائیگی میں حائل ہوتا ہو، یا نماز باجماعت فوت ہونے کا باعث بنے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں، جب تک کہ اسمیں کوئی شرعی عذر نہ ہو.

دوم:

اس کھیل میں لوگوں کے گروہ بن جاتے ہیں جس کی بنا پر ان میں جھگڑا اور دھنگا و فساد، یا پھر فتنہ اور بغض و کینہ اور حسد پیدا ہوتا ہے اور یہ نتائج تو اس چیز کے برعکس ہیں جس کی اسلام دعوت دیتا ہے، کہ ایک دوسرے کو معاف اور درگزر کیا جائے، اور آپ میں محبت و الفت اور بھائی چارہ کی فضا قائم کی جائے، اور لوگوں کے دلوں اور ضمیر بغض و حسد اور کینہ اور نفرت سے پاک صاف کیے جائیں.

سوم:

اس کھیل میں کھلاڑیوں میں تصادم اور ایک دوسرے سے بال چھیننے میں دھکم پیل کی نتیجہ میں کھلاڑیوں کے بدن کو خطرہ اور نقصان کا اندیشہ ہے، اور جب کھلاڑی اپنے کھیل کا اختتام کرتے ہیں تو ان میں سے بعض تو میدان میں ہی بےہوش ہو کر گر پڑتے ہیں، یا پھر اس کی ٹانگ یا بازو کی ہڈی ٹوٹ چکی ہوتی ہے، اس کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ کھیل کے وقت ان کے قریب ایمبولس گاڑی اور فسٹ ایڈ ضرور ہونی چاہیے.

چہارم:

وزرش والی کھیلیں مباح اور جائز ہونے کا مقصد اور غرض یہ ہوتی ہے کہ بدن میں چستی اور پھرتی پیدا ہو اور قتال کی ٹریننگ اور دائمی بیماریوں کا قلع قمع ہو سکے، لیکن اب فٹ بال کھیلنے کا مقصد ان امور سے کوئی ایک بھی نہیں ہے، ان خرابیوں جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے کے ساتھ ساتھ باطل طریقہ مال کو خرچ کرنا بھی شامل ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ کھلاڑیوں کی جان اور جسم خطرہ میں پڑے ہوتے ہیں، اور کھلاڑیوں اور ناظرین اور تماشائیوں کے دلوں میں حسد و بغص اور کینہ جیسی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں، اور بعض اوقات تو معاملہ اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ

کچھ تماشائی بعض کھلاڑیوں پر زیادتی اور قتل تك بھی کرتے ہیں، جیسا کہ کچھ ماہ قبل ایك فٹ بال مقابلہ میں ہوا بھی ہے، اس کھیل کی ممانعت کے لیے صرف یہی ایك چیز کافی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے "

فتاوی ابن ابراہیم (8 / 116 ـ 117).

لیکن رہا یہ کھیل اس لیے کھیلا جائے تا کہ جسم قوی اور چست ہو یا پھر کسی بیماری کے علاج کے لیے کھیلا جائے، اور اس میں کوئی بھی ممنوعہ چیز نہ پائی جائے تو پھر یہ جائز ہو گا.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس طرح کے کھیلوں میں اصل تو جواز ہی ہے، جب یہ بری اور اس کا کوئی ہدف ہو، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " الفروسیۃ " میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ لہ وغیرہ نے اسے بیان کیا ہے.

اور اگر اس میں جہاد کی ٹریننگ، اور آگے بڑھ کر حملہ کر کے پلٹنے کی ٹریننگ ہو، اور دائمی بماریوں کا قلع قمع کرنے، اور روح کو معنوی تقویت دینے کے لیے ہو تو اس وقت یہ مستحبات میں شامل ہو گا جب کھیلنے والا اپنی نیت صحیح کریگا، اور سب کے لیے شرط یہ ہے کہ نہ تو اس میں جسم کو ضرر اور نقصان ہو، اور نہ ہی جان کو خطرہ ہو، اور نہ ہی اس کے نتیجہ میں کھلاڑیوں کے مابین کسی بھی قسم کا بغض و حسد اور کینہ پیدا ہو، اور جو اس سے بھی اہم معاملہ ہو اس سے وہ مشغول نہ ہو جائے، اور نہ ہی یہ کھیل اسے اللہ تعالی کے ذکر اور نماز سے روکے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی ابن ابراہیم (8 / 118).

اور رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" اور اس مخصوص اور منظم طریقہ پر فٹ بال کھیلنا جو کھلاڑیوں کو دو فریق بنا دے، اور اس کا معاوضہ رکھا جائے، یا معاوضہ نہ رکھا جائے ایسا کھیل نہیں کھیلنا چاہیے، کیونکہ یہ اللہ تعالی کے ذکر سے روکنے، اور نماز سے روکنے پر مشتمل ہے.

اور اس کے ساتھ ساتھ باطل طریقہ سے مال کھانے پر بھی مشتمل ہو سکتا ہے، تو اس طرح یہ جوا اور قمار بازی کے ساتھ مل جائیگا جس کی بنا پر یہ کھیل بعض وجوہات کی بنا پر شطرنج سے مشابہ ہوگا.

ليكن ايك يا دو شخص فٹ بال كو لڑھكاتے پھريں اور اس سے كھليں جو غير منظم ہو تو اس ميں كوئى حرج نہيں، كيونكہ يہ كسى ممنوعہ كام پر مشتمل نہيں. واللہ اعلم " انتہى

ديكھيں: فتاوى ابن ابراہيم (8 / 119).

اور سوال نمبر (22305) كے جواب ميں فٹ بال كھيلنے كے جواز كى شروط كا بيان ہو چكا ہے جس ميں يہ بھى بيان ہوا ہے كہ:

تيسرى شرط:

كھلاڑى كا اكثر وقت اس ميں مستغرق نہ ہو جائے، چہ جائيكہ وہ سارا وقت ہى كھيلتا رہے، يا وہ لوگوں ميں معروف ہى اس كھيل كے ساتھ ہو، يا اس كى ملازمت اور اس كا كام ہى يہ ہو، كيونكہ خدشہ ہے كہ ايسا كرنے والے كھلاڑى پر اللہ تعالى كا درج ذيل فرمان صادق نہ آ جائے:

وہ لوگ جنہوں نے اپنے دين كو كھيل تماشا بنا ليا اور انہيں دينا كى زندگى نے دھوكہ ميں ڈال ديا تو آج ہم بھى انہيں بھلا دينگے . انتہى.

اس سے يہ واضح ہوا كہ اس وقت موجود فٹ بال كا ہنر اختيار كرنا حرام ہے، كيونكہ اس ميں بہت سے شرعى ممنوعات پائے جاتے ہيں، اگرچہ اصل ميں فٹ بال كھيلنا مباح ہے.

اور خاص كر جب ہميں يہ معلوم ہے كہ اس ہنر اور مہارت كے لوازمات ميں كفريہ ممالك كا سفر كرنا شامل ہے، تا كہ وہاں عالمى كاؤنٹيوں ميں كھيلا جا سكے، اور كسى پر بھى يہ مخفى نہيں كہ ان كفريہ ممالك ميں كيا كچھ فتنہ و فساد اور خرابياں اور فحاشى پائى اتى ہے، اور اسى طرح كھلاڑيوں كو اپنى شہرت اور مال و دولت كى بنا پر عورتوں كے فتنہ و فساد كا بھى سامنا كرنا پڑتا ہے.

يہاں ايك تنبيہ يہ بھى ہے كہ كفار ممالك ميں رہنا اور بود و باش اختيار كرنا حرام ہے، اور بغير معينہ شروط اور ضرورت كے وہاں رہنا جائز نہيں، اس كا بيان سوال نمبر (27211) كے جواب ميں گزر چكا ہے.

واللہ اعلم .